فقہی مقالات



جلد ۴

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

قضاءِ عمری کی حقیقت

اسلام میں تصویر کا حکم

پردہ اور اس کی شرعی حدود

جیلوں، چھاؤنیوں اور ائیر پورٹ پر نمازِ جمعہ

جدید آلات سے ذبح کرنے کے طریقے اور حکم

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت کا حکم

حرام اشیاء سے علاج کا حکم

جانوروں کے ذبح کے احکام

میمن اسلامک پبلشرز


الله اكبر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

پردہ اور اس کی شرعی حدود

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔
أَمَّا بَعْدُ!

آج کے دور میں خواتین کے پردہ کا مسئلہ بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے جس پر طویل گفتگو اور بحث ہوتی رہتی ہے، لہٰذا اس مسئلہ کا جو خلاصہ اور لُبِّ لُباب ہے وہ یہاں پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ ھوالموفق والمعین۔

ہمارے اس دور میں عورت کے پردے اور بے پردگی پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اس موضوع پر لکھی جانے والی تمام کتابوں میں سب سے بہترین رسالہ وہ ہے جو میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں لکھا ہے جو ''تفصیل الخطاب فی تفسیر آیات الحجاب'' کے نام سے ''احکام القرآن'' جلد ثالث کا جز بن کر شائع

ہو چکا ہے، اس رسالے میں حضرت والد صاحبؒ نے اس موضوع کی تمام آیات اور احادیث کو جمع فرما دیا ہے اور پردے کی حدود اور اس کی کیفیت کے بارے میں فقہاء کے مذاہب اور مفسرین کے اقوال کو بھی بیان فرمایا ہے۔

شرعی پردے کے تین درجے

اس رسالہ میں طویل بحث کے بعد جس نتیجے پر پہنچے ہیں، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''شرعی پردہ'' جس کا قرآن وسنّت میں حکم دیا گیا ہے، اس کے تین درجے ہیں (اعلیٰ درجہ، متوسط درجہ اور ادنیٰ درجہ) اور ہر درجہ پردے اور ستر کے لحاظ سے دوسرے سے بلند اور اعلیٰ ہے اور فوقیت رکھتا ہے اور یہ تمام درجات قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور ان میں سے کوئی درجہ منسوخ نہیں ہوا۔ البتہ مختلف حالات میں خواتین کی طرف مختلف درجات کا حکم متوجہ ہوتا رہتا ہے، وہ تین درجے مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا درجہ

خواتین کا اپنے جسم کو گھر کی چاردیواری یا پردے اور ھودج وغیرہ میں اس طرح چھپانا کہ ان کی ذات اور ان کے لباس اور ان کی ظاہری اور چھپی زینت کا کوئی حصہ اور ان کے جسم کا کوئی حصہ چہرہ اور ھتیلیاں وغیرہ کسی اجنبی مرد کو نظر نہ آئے۔

دوسرا درجہ

خواتین کا برقع یا چادر کے ذریعہ اس طرح پردہ کرنا کہ چہرہ، ھتیلیاں اور پورے جسم کا کوئی حصہ اور زینت کا لباس نظر نہ آئے بلکہ عورت کا پورا جسم سر سے لے کر پاؤں تک ڈھکا ہوا نظر آئے۔

تیسرا درجہ

خواتین کا چادر وغیرہ سے اس طرح پردہ کرنا کہ اس کا چہرہ، ھتیلیاں اور اس کے قدم کھلے ہوئے ہوں۔

پہلا درجہ اصل ہے اور اس کا ثبوت

خواتین کے پردے میں اصل تو پہلا درجہ ہے۔ وہ یہ کہ عورت اپنے گھر کے اندر رہے اور بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلے (ضرورتوں کا بیان انشاء اللہ آگے آجائے گا) اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے کہ:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (سورۃ الاحزاب:۳۳)

ظاہر ہے کہ یہ حکم ازواج مطہرات کے لئے خاص نہیں ہے، اس لئے کہ اس آیت سے پہلے اور اس آیت کے بعد جو احکام ہیں وہ بالاجماع امہات المؤمنین کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْ ھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ

حِجَابٍ۔ (سورۃ الاحزاب:۵۳)

یعنی جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ آیت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ کے موقع پر نازل ہوئی اور اسی وقت ان کے اور دوسرے مردوں کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا گیا۔

اسی طرح مندرجہ ذیل احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں:

(ا) ۔ عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:المرأۃ عورۃ، فإذا خرجت استشرفھا الشیطان ۔ أخرجه الترمذی، وقال: حدیث حسن صحیح غریب۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے۔

ابن خزیمہ اور ابن حبان بھی اپنی اپنی صحیحین میں یہ حدیث لائے ہیں اور ان میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

وأقرب ماتكون من وجه ربها وهی فی قعر بیتها ۔

یعنی عورت جب تک اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ دیکھئے: (الترغیب للمنذری ج ا ص ۱۳۶)

(۲) ـ عن جابر رضى اللّٰه عنه قال: قال
رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ان المرأة
تقبل فى صورة شيطان وتدبرفى صورة
شيطان ـ (مسلم : ج ۱ : ۴۴۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔

(۳)ـعن عائشة رضى اللّٰه تعالٰى عنها قالت:
خرجت سودة رضى اللّٰه تعالٰى عنها بعد
ماضرب عليها الحجاب لتقضى حاجتها
وكانت امرأة جسيمة تفرع النساء جسما
لا تخفى على من يعرفها فرأها عمر بن
الخطاب رضى اللّٰه عنه فقال: يا سودة!
واللّٰه ماتخفين علينا فانظرى كيف تخرجين
قالت فانكفأت راجعة و رسول اللّٰه صلى
اللّٰه عليه وسلم فى بيتى وإنه ليتعشّى وفى
يده عرق فدخلت فقالت: يا رسول اللّٰه ﷺ!
إنى خرجت فقال لى عمر كذا وكذا قالت:

فأوحى ثم رفع عنه وأن العرق في يده ماوضعه فقال: إنه قد اذن لكن أن تخرجن لحاجتكن۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ پردہ کے احکام نازل ہو جانے کے بعد حضرت سودۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قضاء حاجت کے لئے گھر سے باہر نکلیں، چونکہ حضرت سودۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جسیم تھیں اور عام خواتین کے مقابلے میں دراز قد تھیں، اس لئے جو لوگ آپ کو پہچانتے تھے ان سے آپ مخفی نہیں رہ سکتی تھیں، چنانچہ جب آپ باہر نکلیں تو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھا اور فرمایا کہ اے سودۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! اللہ کی قسم، تم ہم پر مخفی نہیں رہ سکتیں، لہٰذا سوچ لو تم کیسے نکلو گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سودۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ سن کر واپس لوٹیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے گھر میں تھے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں گوشت والی ہڈی تھی، حضرت سودۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں داخل ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گھر سے نکلی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایسا ایسا کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونی شروع ہوگئی، پھر وحی کا سلسلہ بند ہوگیا اور وہ ہڈی اب تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہاتھ میں تھی اور آپ ﷺ نے اس کو ابھی تک نہیں رکھا تھا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب عورتوں کو حاجت کے لئے گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب اباحة الخروج للنساء لقضاء حاجة انسان)

اس حدیث کے یہ الفاظ کہ:

قد أُذِنَ لكن أن تخرجن لحاجتكن۔

اس پر دلالت کر رہے ہیں کہ خواتین کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت "حاجت" کے ساتھ محدود ہے، حاجت کے علاوہ خواتین اپنے گھروں میں ہی رہیں۔

(۴) ۔ عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: صلاة المرأة فی بیتها أفضل من صلا تها فی حجرتها وصلا تها فی مخدعها افضل من صلا تها فی بیتها۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت کا اپنے گھر کی اندرونی کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر کے اندر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اندرون گھر میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

(أخرجه أبو داؤد وأخرجه الحاکم فی المستدرک عن أم سلمة کمافی کنزالعمال ۸:۲۵۹، وأخرجه ابن خزیمة فی صحیحه کمافی الترغیب

للمنذری ۱:۱۳۵)

(۵) - عن أم حميد امرأة أبی حميد الساعدی أنها جاءت النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فقالت: يا رسول اللّٰه ﷺ! إنی أحب الصلاة معك، قال: علمت أنك تحبين الصلاة معی وصلا تك فی بيتك خيرلك من صلاتك فی حجرتك و صلاتك فی حجرتك خير من صلاتك فی دارك و صلاتك فی دارك خيرلك من صلاتك فی مسجد قومك وصلاتك فی مسجد قومك خيرلك من صلاتك فی مسجدی قال: فأمرت فبنی لها مسجد فی أقصی شئی من بيتها و أظلم فكانت تصلّی فيه حتی لقيت اللّٰه عزّوجلّ۔

حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتی ہوں کہ آپ کے ساتھ (جماعت سے مسجد میں) نماز ادا کروں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ (میرے پیچھے جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنے کی بڑی چاہت ہے، مگر تمہاری نماز جو تم اپنے گھر کے اندرونی حصّہ میں پڑھو، اس نماز

سے افضل ہے جو تم گھر کے بیرونی دالان میں پڑھو، اور دالان میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر کے صحن میں پڑھو، اور اپنے گھر کے صحن میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے قبیلہ کی مسجد میں (جو کہ تمہارے گھر سے قریب ہو) نماز پڑھو، اور اپنے قبیلے کی مسجد میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم میری مسجد میں آ کر نماز پڑھو۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کے اندرونی اور تاریک حصّے میں نماز کی جگہ بنوائی اور پھر موت تک اسی جگہ نماز پڑھتی رہیں۔

(أخرجه أحمد في مسنده ٦: ٣٧١، ونسبه ابن حجر في الاصابة من هذا الطريق الى ابن ابي خيثمة، و هذا اسناد صحيح، و نقل الشوكاني في نيل الاوطار ٣: ١٦١ عن ابن حجر أنه قال: اسناده حسن، و ذكره المنذري في الترغيب ١: ١٣٥ وقال: رواه أحمد و ابن خزيمة و ابن حبان في صحيحيهما)

(٦) - عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنه مرفوعاً: ليس للنساء نصيب في الخروج الاّ مضطرة۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ عورتوں کا گھر سے باہر نکلنے میں کوئی حصہ نہیں اِلّا یہ کہ وہ نکلنے پر مجبور ہوں۔

(أخرجه الطبراني، كمافى كنزالعمال ٨: ٢٦٣)

مندرجہ بالا احادیث بالکل وضاحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ عورت کے لئے اصل حکم یہ ہے کہ گھر کے ذریعہ پردہ کرے اور اپنی ذات کو اجنبی مردوں سے مخفی رکھے، ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔

حجاب کے دوسرے درجے کا ثبوت

لیکن بعض اوقات عورت کو اپنی حوائج طبعیہ کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اس صورت میں اس کو اپنے گھر سے باہر نکلنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ برقع سے یا چادر سے اپنے آپ کو اس طرح چھپا لے کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو، یہ حجاب کا دوسرا درجہ ہے۔

حجاب کا یہ دوسرا درجہ بھی قرآن کریم سے ثابت ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَآ يُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ۔

(الاحزاب:۵۹)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر چادریں لٹکا لیا کریں۔ ظاہر ہے کہ عورت کے اوپر چادر لٹکانے سے مقصود یہ ہے کہ اس کا پورا بدن حتی کہ اس کا چہرہ بھی چھپ جائے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق ''جلباب'' اس چادر کو کہا جاتا ہے جو اوپر سے لے کر نیچے تک پورے جسم کو چھپائے۔ اور امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنی

کتاب ''المحلّی'' میں فرماتے ہیں:

والجِلبَاب فی لغة العرب التی خاطبنها بها رسول الله صلی الله علیه وسلم هو ماغطّی جمیع الجسم لا بعضه۔

وہ لغت عرب جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہوئے، اس لغت میں ''جِلباب'' اس چادر کو کہا جاتا ہے جو پورے بدن کو چھپالے، نہ کہ وہ چادر جو بعض جسم کو چھپالے۔

ابن جریر اور ابن المنذر وغیرہ نے حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ السلمانی سے اس آیت:

یُدۡ نِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلاَبِیۡبِهِنَّ۔

کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور اس کے اندر اپنے کو لپیٹ لیا اور اپنا پورا سر پلکوں تک اس کے اندر چھپالیا اور اپنا چہرہ بھی ڈھانپ لیا، البتہ صرف اپنی بائیں آنکھ بائیں کنارے سے نکال لی۔

(روح المعانی ۸۹:۲۲)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی عورتوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو چادروں کے ذریعہ اپنے چہروں کو اپنے سروں کے اوپر سے ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کھولیں۔ (تفسیر ابن جریر، ۴۶:۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ بھی مروی ہے کہ عورت اپنے جلباب کو اپنی پیشانی سے موڑ کر باندھ لے اور پھر اپنی ناک پر موڑ لے، اگرچہ دونوں آنکھیں ظاہر ہو جائیں، لیکن اپنے سینے کو اور چہرے کے اکثر حصّے کو چھپالے۔ (روح المعانی ۲۲:۸۹)

بہرحال! یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ عورت جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلے تو اس کے لئے شرعاً یہ حکم ہے کہ اپنے چہرے کا ستر کر کے نکلے۔ اسی طرح قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت بھی اسی بات پر دلالت کر رہی ہے:

وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ۔

(سورۃ النور: ٦٠)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنے کپڑے اتار دیں۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں "وضعِ ثیاب" سے جسم کے تمام کپڑے اتارنا مراد نہیں ہے بلکہ وضعِ ثیاب سے مراد "وضع جلباب اور وضع رداء" یعنی وہ اوپری اور ظاہری کپڑے اتارنا مراد ہے جس کے اتارنے کے نتیجے میں کشف عورت نہ ہو۔ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت میں آنے والے لفظ "ثیاب" کی تفسیر "جلباب اور رداء" سے کی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت مجاہد، حضرت سعید بن جبیر، حضرت

ابو الشعثاء، حضرت ابراهیم نخعی، حضرت حسن، حضرت قتادہ، امام زہری اور امام اوزاعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی لفظ ثیاب کی یہی تفسیر کی ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ''وضع جلباب'' کا حکم جو ''کشف الوجہ'' کو مستلزم ہے، صرف ان بوڑھی عورتوں کے ساتھ خاص ہے جن کو آئندہ نکاح کی امید نہیں ہے، لیکن جہاں تک جوان عورتوں کا تعلق ہے تو ان کے لئے اجانب کے سامنے جلباب اتارنا اور اپنا چہرہ کھولنا جائز نہیں۔

حضرات صحابیاتؓ اور پردہ

احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرات صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی جب کسی ضرورت سے باہر نکلتی تھیں تو جلباب اور رداء سے مستور ہو کر نکلتی تھیں اور اجانب کے سامنے اپنے چہرے نہیں کھولتی تھیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث اس پر دلالت کر رہی ہیں:

ا ۔عن قيس بن شمّاس رضى الله عنه قال: جاءت امرأة النبى صلى الله عليه وسلم ۔ يقال لها ام خلاد ۔ وهى منتقبة تسأل عن ابنها و هو مقتول، فقال لها بعض أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم: جئت تسألين عن ابنك وأنت منتقبة ؟ فقالت: إن أرزأ ابنى فلن أرزأ حيائى، فقال رسول الله صلى

اللّٰه علیه وسلم: له اجر شهیدین، قالت:
ولم ذاك یا رسول اللّٰه ؟ قال: لأنه قتله أهل
الکتاب۔

(ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فضل قتال الرّوم)

حضرت قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک خاتون جن کو اُم خلّاد کہا جاتا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئیں کہ ان کے چہرے پر نقاب تھا اور آ کر اپنے مقتول بیٹے کے بارے میں حضور اقدسؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے لگیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کسی صحابی نے ان خاتون سے کہا کہ تم اپنے مقتول بیٹے کے بارے میں پوچھنے آئی ہو، اس کے باوجود تم نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا ہے؟ ان خاتون نے جواب دیا کہ اگر میرے بیٹے پر مصیبت آئی ہے تو میری حیاء پر تو مصیبت نہیں آئی۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا، ان خاتون نے پھر سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کیوں ہے؟ جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس لئے کہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔

۲۔عن أم عطیة رضی اللّٰه عنها ان رسول
اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یخرج
الأبکار والعواتق و ذوات الخدور والحیض

فی العیدین فامّا الحیّض فیعتزلن المصلّی

ویشھدن دعوۃ المسلمین، قالت احدا ھن

یا رسول اللّٰہ! ان لم یکن لھا جلباب؟ قال:

فلتعرھا اختھا من جلبابھا۔ ھذ الحدیث

اخرجہ عدہ من أصحاب الصحاح۔

(ترمذی: باب خروج النساء فی العیدین۔ رقم ۵۳۹)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقع پر کنواری اور دوشیزہ اور پردہ دار اور حیض والی عورتوں کو نکالتے تھے مگر حیض والی خواتین عیدگاہ سے الگ رہتی تھیں، البتہ مسلمانوں کے ساتھ دعا میں شریک ہوتی تھیں، ایک خاتون نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی کے پاس جلباب نہ ہوتو (وہ کس طرح عیدگاہ میں حاضر ہو؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہن اپنے خلباب سے اس کو ڈھانپ لے۔

۳۔ عن حفصۃ بنت سیرین و لفظہ "فقالت

یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی

احدانا بأس اذا لم یکن لھا جلباب ان

لاتخرج؟ فقال: لتلبسھا صاحبتھامن جلبا بھا"

(بخاری فی العیدین، رقم: ۹۸۰)

حضرت حفصہ بنت سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم میں سے کسی کے پاس جلباب نہ ہو تو کیا اس پر گناہ ہے اگر وہ (عیدگاہ کی طرف) نہ نکلے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اس کی سہیلی اپنا جلباب اس کو پہنا دے۔

۴۔عن ام سلمة رضی اللّٰہ تعالٰی عنها قالت:
لمّا نزلت هذه الآية " يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِيْبِهِنَّ" خرج نساء الأنصار كأَنَّ على رءوسهن الغربان من السكينة و عليهن أكسية سود يلبسنها۔ (روح المعانی ۲۲:۸۹)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب قرآن کریم کی یہ آیت:

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِيْبِهِنَّ

نازل ہوئی تو انصار کی خواتین اپنے گھروں سے اس طرح نکلیں کہ گویا ان کے سر اس طرح بے حرکت تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور ان کے اوپر کالا کپڑا تھا جس کو وہ پہنی ہوئی تھیں۔

۵ ۔ عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: رحم اللّٰہ تعالٰی نساء الأنصار لمّانزلت: يَاۤ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ الآية، شققن

مروطهن فاعتجرن بها فصلين خلف رسول
الله صلى الله عليه وسلم كأنما على رؤسهن
الغربان۔ (روح المعانی ۲۲:۸۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انصار کی عورتوں پر رحم فرمائے، جب قرآن کریم کی یہ آیت:

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ الخ

نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑیں اور ان کو اوڑھنیاں بنالیں، پس وہ عورتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس طرح نماز پڑھتیں گویا کہ ان کے سروں پر کوّے بیٹھے ہیں۔

۶۔ عن عائشة رضى الله عنها قالت: كان
الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم محرمات فاذا حاذوا
بنا سدلت إحدانا جلبابها من رأسها على
وجهها فإذا جاوزونا كشفناه۔

(ابوداؤد، فى الحج، باب المحرمة تغطى وجهها، رقم: ۱۸۳۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں تھے، اس وقت ہمارے پاس سے لوگوں کی سواریاں گزر رہی تھیں، جب وہ سواریاں ہمارے قریب

آتیں تو ہم اپنی چادریں سر کے اوپر سے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ سواریاں آگے گزر جاتیں تو ہم اپنا چہرہ کھول لیا کرتی تھیں۔

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرات صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نزول حجاب کے بعد چادروں سے اپنے جسم کو ڈھانپنے کا التزام کرتی تھیں اور گھر سے نکلتے وقت اس چادر کو اپنے چہرے پر بھی لٹکا لیا کرتی تھیں۔ اور آخری حدیث اس پر دلالت کر رہی ہے کہ پردے کا یہ اہتمام دوسرے حالات میں تو مستقل طور پر تھا ہی، حتیٰ کہ حالت احرام میں جب کہ چہرے پر کپڑا کا چھونا شرعاً ممنوع ہے، اس وقت بھی چہرے کے پردے کا اہتمام فرمایا۔

حجاب کے تیسرے درجے کا ثبوت

حجاب کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب عورت گھر سے باہر نکلے تو اس کا پورا بدن سر سے لے کر پاؤں تک ڈھکا ہوا ہو، البتہ ضرورت کے وقت اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھول دے بشرطیکہ فتنے سے مامون ہو۔ حجاب کے اس تیسرے درجہ پر قرآن کریم کی سورۃ نور کی یہ آیت دلالت کر رہی ہے:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْ جَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ (سورۃ النور:۳۱)

یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں کھلی چیز ہے۔ "مَاظَھَرَ مِنْھَا" کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان حضرات نے "مَاظَھَرَ مِنْھَا" کی تفسیر "وجہ اور کفین" سے کی ہے، حضرت عطاء، حضرت عکرمہ، حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابوالشعثاء، حضرت امام ضحاک اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے، البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "مَاظَھَرَ مِنْھَا" کی تفسیر چادر اور جلباب سے کی ہے۔ پہلی تفسیر کے مطابق یہ آیت اس پر دلالت کر رہی ہے کہ عورت کے لئے ضرورت کے وقت چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا جائز ہے۔ اور مندرجہ ذیل احادیث بھی اس پر دلالت کر رہی ہیں:

۱۔ عن عائشة رضی اللّٰه تعالٰی عنها أن أسماء بنت أبی بکر دخلت علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و علیها ثیاب زقاق فأعرض عنها وقال: یا أسماء! إن المرأة إذا بلغت المحیض لم یصلح أن یری منها اِلا هذا و هذا وأشار الی وجهه و کفیه۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس طرح آئیں کہ ان کے اوپر باریک کپڑے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے اور آپ ﷺ نے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا:

٢ ـ عن علي رضى الله تعالىٰ عنه في قصة رجوع رسول الله صلى الله عليه وسلم من المزدلفة أنه صلى الله عليه وسلم أردف الفضل بن عباس وأتى الجمرة فرماها ثم أتى المنحر وفيه "واستفتته جارية شابّة من خثعم فقالت: ان أبي شيخ كبير قد أدركته فريضة الله في الحج أفيجزئ أن أحج عنه؟ قال: حجي عن أبيك، قال: ولوى عنق الفضل فقال العباس: يا رسول الله! لم لويت عنق ابن عمك؟ قال: رأيت شابّا وشابّة فلم أمن الشيطان عليهما"

(ترمذى، كتاب الحج، باب ماجاء ان عرفة كلها موقف).

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزدلفہ سے واپس لوٹنے کے واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا اور پھر آپ ﷺ جمرۃ کے پاس آئے اور رمی فرمائی اور پھر آپ منحر میں تشریف لے گئے (جس جگہ اونٹوں کو نحر کیا جاتا تھا) اور اسی روایت میں یہ ہے کہ اس دوران قبیلہ خثعم کی ایک نوجوان عورت آپ کے پاس آئی اور آپ سے یہ سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ بہت بوڑھے ہوچکے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا فریضہ حج عائد ہو چکا ہے، اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو یہ حج ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے والد کی طرف سے حج ادا کرلو۔ اس گفتگو کے دوران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا چہرہ پھیر دیا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اپنے چچازاد بھائی کا چہرہ کیوں پھیر دیا؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نوجوان مرد وعورت کو دیکھا تو میں ان پر شیطان سے بے خوف نہیں ہوا۔

وَأخرج أبو يعلى عن الفضل بن عباس قال:
"كنت ردف رسول الله صلى الله عليه وسلم وأعرابى معه ابنة له حسناء فجعل الأعرابى يعرضها على رسول الله صلى الله

علیه وسلم رجاء أن یتز وجها قال: فجعلت التفت إلیها وجعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یأخذ برأسی فیلویه" ذکره الهیثمی فی کتاب النکاح من مجمع الزوائد ۴:۲۷۷، وقال: رجاله رجال الصحیح، فأمّا أن یکون هذافی واقعة أخری واما أن یکون احد الرواة وهم فی بیان ان البنت کانت للأعرابی - وان حدیث الترمذی صریح فی أن أبا هالم یکن معها، واللّٰه أعلم۔

ابویعلیٰ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت نقل کی ہے، اس میں حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا اور ایک اعرابی تھا جس کے ساتھ اس کی خوبصورت بیٹی تھی، وہ اعرابی اپنی بیٹی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اس امید پر پیش کر رہا تھا کہ آپ اس سے نکاح فرمالیں، حضرت فضل فرماتے ہیں کہ میں اس کی طرف دیکھنے لگا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر پکڑ کر اس کی طرف سے پھیر دیا۔

اس واقعہ کی تفصیل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی کتاب الاستیذان میں حدیث نمبر ۶۲۲۸ میں اس طرح ذکر فرمائی ہے کہ:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما ولفظه
"أردف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم
الفضل بن عباس یوم النحر خلفه علی عجز
راحلته، وكان الفضل رجلا وضیئاً، فوقف
النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم للناس یفتیهم
وأقبلت امرأة من خثعم وضیئة تستفتی
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فطفق
الفضل ینظر إلیها وأعجبه حسنها فالتفت
النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم والفضل ینظر
الیها فأخلف بیده فأخذ بذقن الفضل فعدل
وجهه عن النظر الیها"۔ الحدیث

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کے دن حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی سواری کے پچھلے حصے پر بٹھالیا اور حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبصورت تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سوالات کے جواب دینے کے لئے رک گئے، اتنے میں قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت آکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مسئلہ پوچھنے لگی، حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور اس عورت کے حسن

نے ان کو تعجب میں ڈال دیا، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت فضل اس عورت کی طرف دیکھ رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو پیچھے کیا اور پھر ان کی تھوڑی پکڑ کر ان کا چہرہ اس عورت کی طرف سے پھر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے سیاق سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا، اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ وہ عورت خوبصورت تھی اور اس کے حسن نے حضرت فضلؓ کو متعجب کر دیا اور حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کو اس عورت کی طرف سے پھیر دیا لیکن اس عورت کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہیں دیا، اس لئے کہ وہ عورت حالت احرام میں تھی۔ اور شاید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے بھی چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہ دیا ہو کہ شدید ازدحام میں چہرہ کا پردہ کرنے کی صورت میں گر جانے یا کسی اور تکلیف میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا۔ بہر حال! یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اگر عورت کا سارا بدن چھپا ہوا ہو تو ضرورت کے وقت اس کے لئے چہرہ کھولنا جائز ہے۔

۳ ـ عن سهل بن سعد رضى الله عنه: أن امرأة جاءت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله! جئت لأهب لك نفسي فنظر اليها رسول الله صلى الله

عليه وسلم فصعّد النظر اليها وصوّبه ثم طأطأ رأسه۔

(اخرجه البخاری فی باب النظر الی المرأة قبل التزوج، رقم: ۵۱۲۵)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس لئے آئی ہوں تاکہ اپنے آپ کو آپ ﷺ کے لئے ہبہ کر دوں، پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو دیکھا اور اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھا اور نظر نیچی کر لی اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔

اس واقعہ سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اس وقت اس خاتون کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اسی واقعہ سے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط میں اس بات پر استدلال کیا ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں۔ (دیکھئے مبسوط، ۱۰:۱۵۲)

جہاں تک عورت کے چہرے اور ہتھیلی کی طرف دیکھنے کے سلسلے میں فقہاء کے مذاہب کا تعلق ہے تو تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر لذت حاصل کرنے کی نیت سے دیکھنا ہو یا دیکھنے کے نتیجے میں ایسے فتنہ کا اندیشہ ہو جو مفضی الی الخلوۃ ہو تو اس صورت میں دیکھنا جائز نہیں بلکہ ایسی صورت میں عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف دیکھنے کے حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ لیکن اگر مرد فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ ہو اور دیکھنے سے لذت حاصل کرنا بھی مقصود نہ ہو تو اس کے جواز میں اختلاف ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک ایسی صورت میں چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف نظر کرنا جائز

ہے اور اکثر شوافع اور بعض حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے لیکن شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مختار مذہب مطلقاً عدم جواز کا ہے اگرچہ شہوت اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

عورت کی طرف دیکھنے کے مسئلے میں احناف کا مذہب

امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يباح النظر الى موضع الزينة الظاهرة منهن دون الباطنة لقوله تعالىٰ: وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔ وقال على وابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهم: ماظهر منها: الكحل والخاتم وقالت عائشة رضى الله عنها: احدى عينيها وقال ابن مسعود رضى الله عنه: خفّها وملاء تها ۔ واستدل فى ذلك بقوله صلى الله عليه وسلم: النساء حبائل الشيطان، بهن يصيد الرجال ...... ولان حرمة النظر لخوف الفتنة وعامة محاسنها فى وجهها فخوف الفتنة فى النظر الى وجهها اكثرمنه الى سائر الأعضاء ۔ وبنحو

هذا تستدل عائشة رضى الله عنها ولكنها تقول: هى لا تجد بداً من أن تمشى فى الطريق فلابد من ان تفتح عينها لتبصر الطريق فيجوزلها أن تكشف احدى عينيها لهذه الضرورة والثابت بالضرورة لا يعدو موضع الضرورة۔ (المبسوط للسرخسی، ۱۰:۱۵۲)

یعنی عورتوں کی زینت ظاہرہ کے مواضع کی طرف دیکھنا مباح ہے، زینت باطنہ کی طرف دیکھنا مباح نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: خواتین اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلی چیز ہے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ: "مَاظَهَرَ مِنْهَا" سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "مَاظَهَرَ مِنْهَا" سے مراد ایک آنکھ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "مَاظَهَرَ مِنْهَا" سے مراد موزے اور چادر ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "عورتیں شیطان کے لئے جال ہیں، اس سے وہ مردوں کا شکار کرتا ہے"۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دیکھنے کی حرمت فتنہ کے خوف کی وجہ سے ہے اور عورت کے اکثر محاسن اس کے چہرے ہی میں ہوتے ہیں، اس لئے دوسرے اعضاء کی طرف دیکھنے کے مقابلے میں چہرے کی طرف دیکھنے میں فتنہ کا خوف زیادہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی انہی دلائل سے

استدلال فرماتی ہیں، البتہ وہ یہ فرماتی ہیں کہ عورت کے لئے راستہ میں چلنے سے مفر نہیں ہے اور راستہ دیکھنے کے لئے آنکھ کھولنا ضروری ہے، لہٰذا اس ضرورت کے لئے عورت کو ایک آنکھ کھولنا جائز ہے، البتہ جو چیز ضرورۃً ثابت ہو وہ موقع ضرورت سے متجاوز نہیں ہوتی۔

اس کے بعد امام شمس الائمۃ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولکنا نأخذبقول علي وابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما فقد جاء ت الأخبار فی الرخصة بالنظرالی وجہها وکفها، من ذلك ماروی أن امرأة عرضت نفسها علی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر الی وجہها فلم یرفیها رغبة ولما قال عمر رضی اللہ عنہ فی خطبته: اَلا لا تغالوا فیَ أصدقة النساء، فقالت امرأة سفعاء الخدین: انت تقوله برأیك ام سمعته من رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فانا نجد فی کتاب اللہ تعالٰی بخلاف ماتقول ...... فذکر الراوی أنها کانت سفعاء الخدین، وفی هذا بیان أنها کانت مسفرة عن وجہها۔ ورأی رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کف امرأة غیر مخضوب فقال: أکف رجل هذا؟ ولمّاناولت فاطمة رضی اللّٰہ عنها أحد ولدیها بلالاً أو أنساً رضی اللّٰہ عنهم قال أنس: رأیت کفها کأنها فلقة قمر۔ فدل علی أنه لابأس بالنظر الی الوجه والکف فالوجه موضع الکحل والکف موضع الخاتم۔

لیکن ہم حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول کو اختیار کریں گے، اس لئے کہ چہرے اور ہتھیلی کی طرف دیکھنے کے جواز میں احادیث موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک خاتون نے اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے ان خاتون کے چہرے کی طرف دیکھا، پس آپ ﷺ نے ان خاتون میں کوئی رغبت محسوس نہیں کی۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ خبردار! عورتوں کے مہر کو زیادہ نہ بڑھاؤ، تو ایک خاتون جس کے رخسار سرخی مائل سیاہ تھے، کھڑی ہوئی اور کہا کہ یہ بات تم اپنی طرف سے کہہ رہے ہو یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اس لئے کہ ہم قرآن کریم میں اس کے خلاف پاتے ہیں جو آپ کہہ رہے ہیں۔ اس حدیث کے راوی کا یہ بیان کرنا کہ وہ خاتون سرخی مائل سیاہ

رخسار والی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کے ہاتھ کو دیکھا کہ اس پر مہندی لگی ہوئی نہیں تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے؟

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے دونوں بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو حضرت بلال یا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ کیا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہتھیلی دیکھی گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا تھی۔ لہٰذا یہ روایات اس پر دلالت کر رہی ہیں کہ چہرے یا ہتھیلی کی طرف نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں، پس چہرہ سرمہ لگانے کی جگہ ہے اور ہتھیلی انگوٹھی کی جگہ ہے۔

امام سرخسیؒ مزید فرماتے ہیں:

ثم لاشك أنه يباح النظر إلى ثيابها ولا يعتبر خوف الفتنة في ذلك، فكذلك الى وجهها وكفها ۔ وروى الحسن بن زياد عن أبي حنيفةؒ أنه يباح النظر الى قدمها أيضاً وهكذا ذكر الطحاوى، لأنها كما تبتلى بابداء وجهها في المعاملة مع الرجال و بابداء كفها في الأخذ والإ عطاء، تبتلى بابداء

قدميها اذا مشت حافية اومنتعلة وربما لا تجد الخف فی كل وقت ۔ وذكر فی جامع البرامكة عن أبی يوسفؒ أنه يباح النظرالی ذراعيها أيضا، لأنها فی الخبز و غسل الثياب تبتلی بابداء ذراعيها أيضا ۔ قيل: وكذلك يباح النظر الی ثنايا ها أيضا لأن ذلك يبدو منها عند التحدث مع الرجال۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کے کپڑے کی طرف دیکھنا مباح ہے اور اس میں فتنہ کے خوف کے اندیشے کا بھی اعتبار نہیں کیا گیا، لہٰذا اسی طرح عورت کے چہرے اور ھتیلی کی طرف دیکھنا بھی مباح ہے۔ حضرت حسن بن زیادؒ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ عورت کے قدم کی طرف دیکھنا بھی مباح ہے اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح بیان فرمایا ہے، اس لئے کہ جس طرح مردوں کے ساتھ معاملات کے وقت عورت کو اپنا چہرہ کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور جس طرح لیتے وقت اور دیتے وقت اپنی ھتیلی کے کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی طرح ننگے پاؤں یا جوتے کے ساتھ چلنے کے دوران قدم کھولنے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے، کیونکہ اس کو ہر وقت موزے تو میسر نہیں آسکتے۔

جامع البرامکۃ میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ

عورت کے بازو کی طرف نظر کرنا بھی مباح ہے، اس لئے روٹی پکاتے وقت اور کپڑے دھوتے وقت اس کو اپنے بازو کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورت کے سامنے کے دانتوں کی طرف دیکھنا بھی مباح ہے، اس لئے کہ مردوں سے بات کرتے وقت دانت ظاہر ہو جاتے ہیں۔

آگے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وهذا كله اذالم يكن النظر عن شهوة، فان كان يعلم أنه ان نظر اشتهى، لم يحل له النظرالى شئى منها، لقوله صلى الله عليه وسلم: من نظر الى محاسن أجنبية عن شهوة صبّ في عينيه الآنك يوم القيامة وقال لعلى رضى الله عنه: لاتتبع النظرة بعد النظرة فإن الأولى لك و الأ خرىٰ عليك؛ يعني بالأخرىٰ ان يقصدها عن شهوة ...... وكذلك ان كان أكبر رأيه أنه إن نظر اشتهى، لأن أكبر الرأى فيما لا يوقف على حقيقته كا ليقين۔

(المبسوط للسرخسی ج۱۰، ص۱۵۲)

یعنی یہ مندرجہ بالا ساری تفصیل اس وقت ہے جب وہ شہوت کی نظر نہ ہو،

لیکن اگر مرد یہ سمجھتا ہے کہ اگر اس نے عورت کی طرف نظر کی تو اس کے دل میں اس کی رغبت پیدا ہو جائے گی تو اس صورت میں اس مرد کے لئے عورت کے ان اعضاء میں سے کسی عضو کی طرف بھی دیکھنا حلال نہیں، اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی اجنبی عورت کے محاسن کی طرف شہوت سے دیکھا تو قیامت کے روز اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ مت ڈالو، اس لئے کہ پہلی نگاہ تمہارے لئے حلال ہے اور دوسری نگاہ تم پر وبال ہے، یعنی اگر دوسری نگاہ شہوت کے قصد سے ڈالی گئی ہو۔ یہی حکم اس صورت میں ہے جب مرد کی غالب رائے یہ ہو کہ اگر اس نے عورت کی طرف نگاہ ڈالی تو اس کے دل میں اس کی طرف میلان ہو جائے گا، کیونکہ جس چیز کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکتے ہوں، اس کے اندر غالب رائے یقین کا درجہ رکھتی ہے۔

مالکیہ کا مذہب

جہاں تک مالکیہ کے مذہب کا تعلق ہے تو ان کا مذہب وہ ہے جو امام خرشی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر خلیل" کے حاشیہ پر لکھا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

عورۃ الحرۃ مع الرجل الأجنبی جمیع بدنھا
حتی دلالیھا و قصتھا ماعدا الوجہ والکفین

ظاهرهما و باطنهما فجوز النظر لهما
بلالذة ولا خشية فتنة من غير عذر ولو شابة۔
وقال مالكؒ:تأكل المرأة مع غير ذى محرم
ومع غلامها وقدتأكل مع زوجها وغيره
ممن يواكله ۔ ابن القطان: وفيه اباحة ابداء
المرأة وجهها ويديها للأجنبى، اذلا يتصور
الأ كل الا هكذا۔

(حاشية الخرشي علي مختصر خليل، ۱:۲۴۷)

یعنی آزاد عورت کا پورا بدن اجنبی مرد کے لئے ستر ہے، یہاں تک کہ عورت کا ناز و انداز اور اس کی بات چیت بھی، سوائے چہرے اور دونوں ھتیلیوں کے ظاہری اور باطنی حصّوں کے، لہٰذا ان دونوں اعضاء کی طرف لذت کے بغیر اور فتنہ کے خوف کے بغیر بلا عذر بھی نظر کرنا جائز ہے، اگر چہ وہ خاتون جوان ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت اپنے غیر ذی محرم اور اپنے غلام کے ساتھ کھانا کھاسکتی ہے، اس لئے کہ بعض اوقات اس کو اپنے شوہر کے ساتھ کھانا پڑتا ہے جبکہ شوہر کے ساتھ دوسرے لوگ بھی کھانا کھا رہے ہوں۔ ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عبارت سے عورت کے لئے اجنبی کے سامنے اپنا چہرہ اور اپنے دونوں ہاتھ کھولنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے، کیونکہ ان دونوں اعضاء کو کھولے بغیر کھانا کھانے کا تصور نہیں ہے۔

''شرح المواق'' میں یہی عبارت مع اضافہ موجود ہے، دیکھئے: شرح المواق مع الحطاب ۱:۴۹۹۔

امام علیش ''منح الجلیل'' میں فرماتے ہیں:

فیجوز لها کشفهما (أی الوجه والکفین) للأجنبی وله نظرهما ان لم تخش الفتنة، فإن خیفت الفتنة به فقال ابن مرزوق: مشهور المذهب وجوب سترهما۔

(منح الجلیل:۱:۱۳۳)

پس عورت کے لئے اجنبی مرد کے سامنے چہرہ اور ھتیلیاں کھولنا جائز ہے اور مرد کے لئے ان دونوں کی طرف نظر کرنا جائز ہے بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو، البتہ اگر فتنہ کا خوف ہو تو اس کے بارے میں ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مشہور مذہب یہ ہے کہ عورت کے لئے ان کو چھپانا واجب ہے۔

(مواھب الجلیل للحطّاب میں بھی اسی طرح موجود ہے، دیکھئے ج۱،ص۴۹۹، ۵۰۰)

شافعیہ کا مذہب

شافعیہ کا مذہب وہ ہے جو علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب النکاح میں ''منہاج'' سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ویحرم نظر فحل بالغ الی عورة حرّة کبیرة

أجنبية و كذا وجهها و كفيها عند خوف فتنة
و كذا عند الامن على الصحيح۔

یعنی بالغ مرد کے لئے آزاد اجنبی بڑی عورت کی طرف نظر کرنا حرام ہے، اسی طرح فتنہ کے اندیشہ کے وقت اس کے چہرے اور ھتیلیوں کی طرف نظر کرنا بھی حرام ہے اور صحیح قول کے مطابق فتنہ سے امن کے وقت بھی یہی حکم ہے۔

مندرجہ بالا عبارت کے تحت علامہ خطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قوله: على الصحيح، و وجهه الامام باتفاق المسلمين على منع النساء من الخروج سافرات الوجوه، وبأن النظر مظنّة الفتنة و محرّك للشهوة ...... والثانى (أى القول الثانى) لايحرم ـ ونسبه الامام للجمهور والشيخان للأكثرين، وقال فى المهمات: انه الصواب لكون الأكثرين عليه ـ وقال البلقيني: الترجيح بقوة المدرك و الفتوى على مافى المنهاج ...... ومانقله الامام من الاتفاق على منع النساء أى منع الولاة لهن معارض بماحكاه القاضى عياض عن

العلماء أنه لايجبُ على المرأة ستر و جهها
في طريقها، وانما ذلك سنة وعلى الرجال
غضّ البصر عنهنّ لِلآية ـ وحكاة المصنف
(أى النووى) في شرح مسلم واقرّه عليه ـ
وقال بعض المتأخرين: إنه لاتعارض في
ذلك بل منعهن من ذلك لا لأنّ الستر واجب
عليهن في ذاتِه بل لأن فيه مصلحة عامّة
وفي تركه اخلال بالمروءة اھ وظاهر
كلام الشيخين ان الستر واجب لذاتِه
فلايتأتى هذا الجمع و كلام القاضي ضعيف ـ

(راجع مغنی المحتاج، ج۳،ص ۱۲۸، ۱۲۹، ومثله فی نهاية المحتاج، ج۶،ص ۱۸۴،۱۸۵)

یعنی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ عورتوں کو چہرہ کھول کر گھر سے باہر نکلنے سے روکا جائے اور اس لئے بھی کہ ''نظر'' فتنہ کی جگہ اور شہوت کے لئے محرک ہے ۔۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مرد کا عورت کی طرف دیکھنا حرام نہیں ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے قول کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہے اور شیخین نے اس کو اکثر شوافع کی ظرف منسوب کیا ہے۔ ''مہمات'' میں ہے کہ یہ شیخین کی بات زیادہ درست ہے، اس لئے کہ اکثر شوافع اس پر عمل کرتے ہیں۔ امام بلقینی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الترجیح بقوۃ المدرك، اور فتویٰ ''منہاج'' میں بیان کئے ہوئے قول پر ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح مسلم میں جو مسلمانوں کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے کہ عورتوں کے سرپرستوں کو چاہئے کہ وہ ان کو چہرہ کھول کر گھر سے باہر نکلنے سے روکیں، ان کا یہ قول قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معارض ہے جس میں انہوں نے علماء کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے کہ عورتوں کے لئے راستے میں چہرہ ڈھانپنا واجب نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا سنّت ہے، البتہ آیت قرآنی کی وجہ سے مردوں پر ان عورتوں سے غض بصر واجب ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اسی قول کو نقل فرمایا ہے اور اسی کو برقرار رکھا ہے۔ البتہ بعض متأخرین فرماتے ہیں کہ ان دونوں قولوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، بلکہ جس قول میں عورتوں کو چہرہ کھول کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے، یہ اس لئے منع نہیں کیا گیا کہ بالذات ان کو چہرے کا چھپانا واجب ہے بلکہ مصلحت عامّہ کی وجہ سے ان کو منع کیا گیا ہے اور اس کے ترک سے مروءۃ میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور شیخین کے ظاہری کلام سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ چہرے کا چھپانا واجب لذاتہ ہے، لہٰذا دونوں قول جمع نہیں ہوسکتے اور قاضی عیاضؒ کا کلام ضعیف ہے۔

حنابلہ کا مذہب

علامہ ابن قدامۃ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المغنی'' کی کتاب النکاح میں حنابلہ کا یہ مذہب ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

فأمانظر الرجل الى الأجنبية من غير سبب
فانه محرم الى جميعها فى ظاهر كلام أحمد
وقال القاضى: يحرم عليه النظر الى ماعدا
الوجه والكفين لأنه عورة ويباح له النظر
إليها مع الكراهة إذا أمن الفتنة و نظر لغير
شهوة وهذا مذهب الشافعیؒ ...... ولنا قول
اللّٰه تعالٰی: وَاِذَاسَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ
مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ۔ واما حديث اسماء ان
صحّ فيحتمل أنه كان قبل نزول الحجاب
فنحمله عليه۔ (المغنى ج٦، ص٥٥٨، ٥٥٩)

جہاں تک مرد کے لئے اجنبی عورت کی طرف بلاوجہ دیکھنے کا تعلق ہے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری کلام کے مطابق پورے جسم کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ قاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چہرہ اور کفین کے علاوہ دوسرے اعضاء کی طرف دیکھنا حرام ہے، اس لئے کہ وہ ستر کا حصّہ ہیں، البتہ اگر فتنہ سے مامون ہو اور بلاشہوت کے دیکھے تو اس صورت میں کراہت کے ساتھ دیکھنا جائز ہے، اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ ہماری دلیل اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد ہے کہ جب تم ان خواتین سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ جہاں تک حضرت اسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث کا تعلق ہے،

اگر وہ صحیح بھی ہوتو اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو، لہٰذا ہم اس کو اسی پر محمول کریں گے۔

بہر حال! مذاہب اربعہ کی طرف نظر کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام مذاہب اس پر تو متفق ہیں کہ لذت حاصل کرنے کی نیت سے یا فتنہ کے اندیشہ کے وقت عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا حرام ہے، اور شافعیہ اور حنابلہ کے مذہب میں راجح قول یہ ہے کہ فتنہ سے امن کے وقت بھی چہرے کی طرف دیکھنا حرام ہے، البتہ حنفیہ اور مالکیہ نے فتنہ سے امن اور لذت کا قصد نہ ہونے کی شرط کے ساتھ عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس شرط کا پایا جانا بہت مشکل ہے، خاص طور پر ہمارے اس دور میں جبکہ فساد عام ہو چکا ہے، اکثر احوال میں یہ شرط نہیں پائی جاتی، اس لئے متأخرین حنفیہ نے مطلقاً عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ درمختار کی باب الکراھیۃ میں ہے کہ:

فان خاف الشهوة أوشك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام، وهذا في زمانهم، أمافي زماننا فمنع من الشابة، قهستاني وغيره، إلا النظر لحاجة كقاض وشاهد يحكم ويشهد عليها الخ۔

یعنی اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے

چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے، لہٰذا عدم شہوت کی قید کے ساتھ عورت کی طرف نظر کرنا حلال ہے ورنہ حرام ہے۔ اور یہ حکم ان فقہاءؒ کے زمانے کا ہے، اور جہاں تک ہمارے اس دور کا تعلق ہے، اس میں تو نوجوان عورت کی طرف نظر کرنا ممنوع کہا گیا ہے، قہستانی وغیرہ، البتہ ضرورت کے وقت دیکھنا جائز ہے، جیسے قاضی کا فیصلہ سناتے وقت دیکھنا یا شاہد کا گواہی دیتے وقت دیکھنا الخ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ''شروط الصلاۃ'' میں فرماتے ہیں:

وتمنع المرأة الشابّة من كشف الوجه بين رجال، لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة۔

یعنی نوجوان عورت کو مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا، یہ حکم اس لئے نہیں کہ وہ چہرہ ستر میں داخل ہے بلکہ فتنہ کے خوف کی وجہ سے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ''باب التعزیر'' میں فرماتے ہیں:

يعزر المولى عبده والزوج زوجته على تركها الزينة (الى قوله) أو كشفت وجهها لغير محرم۔

یعنی مولیٰ اپنے غلام پر اور شوہر اپنی بیوی پر زینت چھوڑنے پر یا اپنا چہرہ غیر محرم کے سامنے کھولنے پر تعزیری سزا جاری کرے گا۔

امام اَبوبکر جصّاص رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''احکام القرآن'' میں اس

آیت يُدْ نِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِيْبِهِنَّ کے تحت فرماتے ہیں:

فی هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة
مأمورة بستر وجهها عن الأ جنبيّين واظهار
الستر والخفاف عند الخروج، لئلا يطمع
اهل الريب فيهن - (احکام القرآن: ج ۳، ص ۴۵۸)

یعنی یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ جوان عورت کو یہ حکم ہے کہ وہ گھر سے نکلنے کے وقت اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ چھپائے اور پردہ اور موزے ظاہر کرے تاکہ اہل ریب ان کے اندر لالچ نہ کریں۔

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''احکام القرآن'' میں فرماتے ہیں:

وبهذا الذى قلنا تجتمع النصوص
والروايات المتضادة بظاهرها، فإنك قد
عرفت مما سردنا لك من الآيات والروايات
ان بعضها يجوّز كشف الوجه والكفين، إما
على الجزم و اليقين كحديث الفضل بن
عباس عند البخارى و حديث اسماء بنت
أبى بكر فى السنن و حديث الواهبة
نفسها عند البخارى وأمثالها وبعضها يجوّز

على احتمال لاختلاف وقع بين الصحابة رضی اللّٰه عنهم فی تفسیر قوله تعالٰی: اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنهَا، على مَا مرّ تفصيله۔

(احکام القرآن، ج ۳، ص ۴۶۹)

یعنی جو کچھ ہم نے کہا ہے، اس کے نتیجے میں وہ تمام روایات اور نصوص جن میں بظاہر آپس میں تضاد نظر آتا ہے متفق ہو جاتی ہیں، اس لئے کہ ہم نے پیچھے جو آیات اور روایات بیان کی ہیں، ان کو دیکھنے سے آپ یہ بات سمجھ گئے ہوں گے کہ ان میں سے بعض روایات جزم اور یقین کے ساتھ چہرہ اور ھتیلی کھولنے کو جائز قرار دے رہی ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث اور سنن میں حضرت اسماء بنت ابی بکر والی حدیث اور بخاری شریف میں اس خاتون کا واقعہ جو اپنے نفس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرنے کے لئے آئی تھی وغیرہ۔ اور بعض روایات احتمال کے ساتھ چہرہ اور ھتیلی کھولنے کو جائز قرار دے رہی ہیں، کیونکہ آیت کریمہ "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنهَا" کی تفسیر میں حضرات صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہو گیا ہے جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے مزید فرماتے ہیں:

وبعضها يحرّم كشف الوجه والكفين والنظر اليهما من الأجانب كقوله تعالٰی: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ...... وقوله تعالٰی:

فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ...... وقوله تعالىٰ: يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِيْبِهِنَّ ، على تفسير الجمهور من الصحابة، ولقوله تعالىٰ: اِلَّا مَاظَهَرَ على تفسير ابن مسعود رضى اللّٰه عنه ...... فهذه نصوص الكتاب و روايات السنة ظاهرها التعارض والتضاد، وفيما ذكرنالك بعون اللّٰه تعالىٰ: غنيةٌ عن هذا الاشكال، فانك اذا حققت ماقلنا عرفت ان هذه النصوص كلها متوافقة المعنى متناسقة الاحكام، وكلها محكمة غير منسوخة غيرأن الحكم مشروط بشروط فحيث وجدت الشروط أجيز وحيث لا فلا ......

اور بعض نصوص چہرہ اور ہتھیلی کھولنے اور اجنبیوں کا ان کی طرف نظر کرنے کو حرام قرار دے رہی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ''وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ'' اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ''فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ......'' اور جمہور صحابہ کی بیان کردہ تفسیر کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ''يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِيْبِهِنَّ......'' اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر

کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا......" لہٰذا کتاب اللہ کی ان نصوص اور احادیث نبوی میں بظاہر تعارض اور تضاد نظر آ رہا ہے لیکن ہم نے اوپر جو تفصیل بیان کی ہے، اس کے نتیجے میں الحمدللہ تعارض کا یہ اشکال ختم ہو جاتا ہے اور تمام نصوص اور احادیث اپنے اپنے معنی میں ثابت رہتی ہیں، ان میں سے کسی کو منسوخ ماننے کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ صرف اتنی بات ہے کہ یہ حکم چند شرائط سے مشروط ہو جائے گا، اب جہاں وہ شرطیں پائی جائیں گی وہاں چہرہ وغیرہ کھولنے کی اجازت ہوگی اور جہاں وہ شرائط نہیں پائی جائیں گی وہاں اجازت نہیں ہوگی۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

وهذا كله على تسليم حقيقة الاختلاف بين تفسيرى ابن عباس و ابن مسعود رضى الله عنهم، وقال شيخنا أشرف المشايخ نورالله مرقده فى جزء أفرده فى هذا البحث السمّى "بالقاء السكينة فى تحقيق ابداء الزينة" أنه لا اختلاف بين تفسير هماعند التعمق و إمعان النظر، فان لفظة "مَاظَهَرَ" وان فسر بالوجه والكفين لكن المذكور فى الا ستثناء هو صيغة الظهور لا الا ظهار

وهويشير اشارة واضحة إلى أن الغرض
استثناء مالا يستطاع ستره بل بحيث يظهر
عند الكسب والعمل من دون قصد الاظهار
بأن يلحقهن ضرر بستره عند الكسب
والعمل، فكان المستثنٰى على تفسير ابن
عباس رضى الله عنه أيضاً هو ظهور الوجه
والكفين عند الاضطرار اليه، وهو لا ينافى
قول ابن مسعود رضى الله عنه ۔ قلت:
ويؤيد هذا المعنىٰ ماقال ابن كثير فى تفسير
قوله تعالىٰ: وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلاَّ مَاظَهَرَ
مِنهَا: أى لا يظهرن شيئا من الزينة للأجانب
الا مالا يمكن اخفاء ہ۔

یعنی اوپر جو ہم نے تفصیل بیان کی، یہ اس بنیاد پر ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دونوں تفسیروں کے درمیان اختلاف کی حقیقت کو تسلیم کرلیا جائے۔ لیکن ہمارے شیخ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر "القاء السکینة فی تحقیق ابداء الزینة" کے نام سے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے، اس رسالہ میں فرماتے ہیں کہ "اگر تعمق اور گہری نظر ڈالی جائے تو

یہ نظر آئے گا کہ دونوں تفسیروں کے درمیان حقیقی اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ لفظ ''مَاظَھَرَ'' کی تفسیر اگرچہ چہرہ اور کفین سے کی گئی ہے لیکن استثناء میں ''ظہور'' کا (لازمی) صیغہ ہے ''اظہار'' کا (متعدی) صیغہ نہیں ہے، اور یہ لازمی صیغہ اس طرف صاف اشارہ کر رہا ہے کہ جن اعضاء کا چھپانا استطاعت سے خارج ہے اور بلاقصد کسب اور عمل کے وقت ظاہر ہو جاتے ہیں اور ان کو چھپانے میں ضرر ہوتا ہے، ان کا استثناء کرنا مقصود ہے۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر کے مطابق بھی مجبوری کی حالت میں چہرہ اور کفین کا کھولنا مستثنٰی ہے اور یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے منافی نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس معنی کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے جو آیت قرآن ''وَلاَ یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلاَّ مَاظَھَرَ مِنْھَا'' کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، وہ یہ کہ خواتین اجانب کے سامنے اپنی زینت کا کوئی حصہ بھی ظاہر نہ کریں، الآیہ کہ ایسی زینت جس کا اخفاء ممکن نہ ہو۔

خلاصہ

بہرحال! پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو قرآن کریم کے ذریعہ اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہے اور بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلے اور اگر وہ کسی ضرورت سے باہر نکلے تو اس کو حکم یہ ہے کہ برقع یا چادر سے اپنے چہرہ کو ڈھانپ لے اور یہ کہ اپنا چہرہ بھی نہ کھولے، البتہ دو

صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں: ایک یہ کہ چہرہ کھولنے کی ایسی ضرورت ہو کہ چہرہ ڈھانپنے میں نقصان ہوسکتا ہو، جیسے بھیڑ میں چلنے کے دوران، یا کسی دوسری ضرورت کے وقت مثلاً گواہی وغیرہ دیتے وقت۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسب اور عمل کے وقت بلاقصد اس کا چہرہ کھل جاتا ہو۔ البتہ ان دونوں صورتوں میں مردوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ واللہ سبحانہ أعلم۔ (ماخوذ از تکملة فتح الملهم ج۴ص۲۶۱)

